قسط ۲

اٹلی کی تہذیب پر اسلام کے اثرات

اسکندر باؤسانی

اسلامی طرز کے تصویری کام

جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے، اٹلی میں اہم ترین اسلامی طرز کی نقاشی پالرمو میں PALATINA نام کے گرجا کی چھت میں موجود ہے۔ یہ گرجا نورمن شاہی محل سے وابستہ تھا۔ اس کا ایک برج PISAN TOWER) شکل کے اعتبار سے شمالی افریقہ کے قصر المنار (QASR-AL-MANAR) کی نقل معلوم ہوتا ہے۔ یہ قصر المنار بنی حماد (BENI HAMMAD گیارہویں صدی) کے قلعہ (QALA) کا جزو ہے۔ اس گرجا کی تعمیر ۱۱۳۲ء سے ۱۱۴۰ء میں روجر دوم کے حکم سے ہوئی تھی۔ گرجا کی چوبی چھت کو نامعلوم مسلمان دستکاروں نے MUQARNAS اور علامتدار اور تمثیلی مصوری سے آراستہ کیا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس موضوع پر الگ ایک تقریر کی جائے۔ میں اپنے بیان کو یہاں محدود کرتا ہوں۔ تصویر میں طاؤس، کھجور یا درخت کے علاوہ شکلوں کا مکمل دائرہ دکھائی دیتا ہے جسے ایرانی MINIATURE (چھوٹے پیمانے کی تصویر) کا جاننے والا خوب سمجھتا ہے اور جسے ہم امیرانہ زندگی کا مستند اسلامی دائرہ کہہ سکتے ہیں۔

قالین اور تصویریں

بے شمار اسلامی کپڑے اور قالین دوسری چیزوں کے مقابلہ میں زیادہ آسانی کے ساتھ ایک ملک سے دوسرے ملک میں پہنچ جایا کرتے تھے، اور غیر محسوس طور پر اثر انداز ہوا کرتے تھے۔ اٹلی کے گرجا گھروں کی فہرست تعلیقہ میں اسلامی طرز کے کپڑوں اور قالینوں کی بڑی تعداد اب بھی دیکھی جا سکتی ہے۔ قالین کے اثر کی ایک اچھی مثال اناطولیہ کے ایک قالین نے فراہم کی ہے۔ یہ قالین پندرھویں صدی تک مرکزی اٹلی کے ایک گرجا میں موجود تھا اور اب برلن کے عجائب خانہ کی زینت ہے۔ اس قالین کے زرد رنگ کی زمین پر اژدہا اور ایک خیالی پرندے ققنس (PHOENIX)

کی تصویریں بنی ہوئی ہیں۔ اس قسم کے قالین اور یہ طرزِ آرائش بقول ERADNANN چین اور وسط ایشیا سے تیمور لنگ کے زمانہ میں اناطولیہ پہنچے۔ اس قالین کا موضوع اٹلی کی بے شمار تصویروں میں نمایاں ہوا ہے۔ ایک اچھی مثال فلورنس کے SAN MARCO نام کے عجائب خانہ میں موجود ہے جسے FRA ANGELICO کے ہنرمند ہاتھوں نے نقاشی کے پردہ پر اجاگر کیا تھا۔ TUSCANY کا شہر LUCCA اسلامی طرز کے کپڑوں کا مرکز تھا۔ یہاں سے اپنے ساتھ اسلامی نقش و نگار لئے ہوئے یہ کپڑے دُور دراز تک پھیل گئے۔ اکثر کپڑوں کے مشرقی نام اب تکسالی ہیں۔ عام TAFFETA کے علاوہ اٹلی کی نشاۃ ثانیہ (RENAISSANCE) اور قرونِ وسطیٰ کی تجارتی کتابوں میں ANTIOCH کی FABBRICS اور CAMMOCCA یا CAMOCATO (ایرانی کمخواب) SIGLATONE (ایرانی SAQALLAT/SAGLATUN)، CHELLA SILK (GHILAN) گیلان) اور MASANDRONI-SILK (مازندرانی) اور دوسرے کپڑوں کے نام درج ہیں۔ DANTE (INE XVII-13-48) نے شاندار نقش و نگار والے تاتاری اور ترکی کپڑوں کا ذکر تحسین کے ساتھ کیا ہے۔ اٹلی میں اعلیٰ درجہ کا کپڑا بننے کا مرکز پالرمو کا نورمن TIRAZ تھا۔ سسلی سے منتشر ہو کر مسلمانوں کی آبادیاں LUCCA، AMALFI، GENOA، FLORENCE اور VENICE میں جا بسیں۔ اور ظاہر ہے کہ وہ اپنے ساتھ اپنا ہنر بھی ساتھ لیتی گئیں۔

مقدس رومی شہنشاہوں کا چغہ COPE OF HOLY ROMAN EMPERORS.

۱۱۳۳ء کا کلیسائی چغہ جو آجکل VIENNA میں موجود ہے تیرھویں صدی کے بعد سے مقدس رومی شہنشاہوں کی تاجپوشی کے موقع پر استعمال ہوتا تھا۔ یہ چغہ پالرمو کی مشہور نورمن مسلم پارچہ بافی کے کارخانہ میں بنا تھا۔ اس چغہ کے دامن (HEM) پر طویل عربی عبارت ہے جس میں شہنشاہ کے لئے برکت کی دعا کی گئی ہے اور یہ عبارت: "سسلی کے پایہ تخت میں ۵۲۸ ہجری میں بنایا گیا۔" نقش ہے۔ اس صورت میں یہ حقیقت جسے کم لوگ جانتے ہیں، نمایاں ہو جاتی ہے کہ ایک اہم ترین اور مقدس ترین نشان پر عربی عبارت اور سال ہجری نقش ہے، جسے اٹلی میں مسلمان ہاتھوں نے بنایا تھا۔ اور جسے قرونِ وسطیٰ کی عیسائی دنیا کی نامور ترین شخصیت کی تاجپوشی کے موقع پر استعمال کیا جاتا تھا۔ اس چغہ پر دو شیر بنے ہوئے ہیں، جنہیں ایک اونٹ کو ہلاک کرتے

دکھایا گیا ہے اور ان کے بیچ میں زندگی کا درخت اُگ رہا ہے۔ یہ حقیقت میں ایرانی تصور (MOTIF) ہے۔ عربی خط کی خوب صورتی نے اٹلی کے نقاشوں کو ایسا فریفتہ کیا کہ زبان نہ جاننے کے باوجود ایک زمانے تک عربی خطوط اٹلی کی نقاشی کو زینت بخشتے رہے۔ کوفی خطوط اور خاص طور سے الف لام والی عبارت جسے زیادہ سے زیادہ پیچیدہ شکلوں میں پیش کیا جاتا تھا، زیادہ پسند کی جاتی تھی۔ ایک دوسرے سے ملے جلے ستاروں کی تصویریں جو ہم تیرھویں صدی میں ایران کے شہر "کاشان" کے بنے ہوئے پیالوں پر پاتے ہیں یا قرآن کی بعض جلدوں پر دیکھتے ہیں۔ پندرھویں صدی میں اٹلی میں کتابوں کی جلدوں پر نمودار ہوئے۔ ان کا وجود مشہور نقاش LEONARDO DA VINCI (۱۴۵۲ء - ۱۵۱۹ء) کی "چھ گرہیں" (SIX KNOTS) میں نمایاں ہے۔ مل کر بنے ہوئے ستاروں کے علاوہ دوسرے بے شمار آرائشی مضامین اٹلی اور یورپ والوں کو مسلمانوں سے ملے ہیں۔ مثال کے طور پر RUMI یا نوکدار نصف پتی (آم کی کیری کی شکل) جسے انگریز کی شکل میں نقاشی کرتے ہیں اناطولیہ یا ایران کی یادگار ہے۔ غیر طبعی جانوروں کی تصویریں جنہیں خالص آرائشی مقصد کے لئے استعمال کیا جاتا تھا اسلامی اثر ظاہر کرتی ہیں ABRUZZO کے BERNARDO DA TERAMO کے چودھویں صدی کے قلمی نسخہ میں انسانی سر والے درخت اور شاخوں کی تصویریں ہیں جن کا تعلق مشہور واقواق درخت سے ہے۔

وینس کے آرٹ پر مسلمانوں کا اثر

وینس کے آرٹ پر اسلامی اثر کا موضوع مفصل بحث کے لئے ایک کتاب چاہتا ہے۔ یہاں مختصراً اس وسیع موضوع کے جزئیات میں داخل ہوئے بغیر کچھ عرض کیا جائے گا۔ PROCURATORIO N.S. MARCO (XII C) نام کے مجموعہ میں ایک چاندی کے صندوقچہ پر دو ایرانی مطربوں کی چنگ اور رباب بجانے کی حالت میں تصویر بنی ہوئی ہے۔ عراق، شام، ایران اور مصر کے کارخانوں میں بنی ہوئی فلزات کی چیزیں مغرب میں رہنے والوں کو حیرت میں ڈال دیتی تھیں۔ ان چیزوں میں برتن صندوقچہ، سینی، پیالہ، دوات اور گھڑے قابل ذکر ہیں۔ ان چیزوں کے کانسے کی سطح پر خوبصورت نقش و نگار کندہ کئے جاتے تھے یا تانبے، چاندی اور سونے کی مدد سے چپکا دیئے جاتے تھے۔

BENVENUTO CELLINI یورپ کی نشاۃ ثانیہ کے سب سے بڑے سنہار اور بت تراش نے اپنی

کتاب میں اس ہنر کا ذکر کیا ہے۔ فلزات پر کام کرنے والے مسلمان کاریگروں کی شہرت کو یہ حقیقت ظاہر کرتی ہے کہ ان کی تکنیک اٹلی میں DAMASCHI - NATURA اور عجمی سے (AGEMI - NATURA کے نام سے آج تک مشہور ہے۔ پندرھویں اور سولھویں صدی میں ان چیزوں کی مانگ تمام اٹلی میں اور خاص طور سے وینس میں تھی۔ اگر وینس اور مشرق کے درمیان قرون وسطی کے ارتباط کو مدِ نظر رکھیں تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ اس ارتباط نے وینس کی عمارتوں میں مغربی حقیقت پسندی (REALISM) اور مشرقی پچی کاری کے درمیان ایک توازن برقرار کر دیا ہے۔ اٹلی کے نشاۃ ثانیہ کے نفاست پسند اجتماع کی بڑھتی ہوئی مانگ کو پورا کرنے کے لئے وینس فلزات کے مشرقی طرز کے کارخانوں کا مرکز بن گیا۔ مسلمان کاریگر ایران اور شام سے چل کر وینس پہنچے۔ ان میں بعض کے نام ان کے دستخطوں سے معلوم ہوتے ہیں۔ محمود الکردی ان سب میں زیادہ محنتی تھا۔ زین الدین عمر، قاسم حبیب اللہ بن علی مہرجانی اور علاؤالدین بیرجندی کے نام بھی قابل ذکر ہیں۔ اٹلی کے فن کاروں نے تیزی کے ساتھ اپنے مشرقی ہم پیشہ دستکاروں کی تقلید شروع کر دی اور دھاتوں (فلزات) کے کارخانوں کی تعداد میں زبردست اضافہ ہوا اور ساتھ ہی اسلامی اور یورپی نشاۃ ثانیہ کے طریقوں کے امتزاج نے اس مشرقی ہنر کو نئے جلووں سے روشناس کیا۔ فلز کی بنی ہوئی چیزوں کا اطالوی نام AZZIMINI یعنی AJAMI یا ایرانی ہے۔ اس زمانہ کی بنی ہوئی بہت سی چیزیں آج بھی یورپ امریکا اور اٹلی کے عجائب خانوں میں موجود ہیں۔ اٹلی کے فلز کے ماہروں میں تین کا نام قابل ذکر ہے: GEOREIUS MANTUANUS اور NICOLO RUGGINO DA CORFU جس نے ۱۵۵۰ء میں ایک شاندار پلیٹ بنائی جو VIENNA میں موجود ہے۔ تیسرا کاریگر مشہور TRIVULZIO کے صندوقچہ کا خالق ہے جس نے اپنی تخلیق پر PAULUS AGĒMINIUS FACIEBAT کا دستخط کر کے اس آرٹ کے نادر نمونہ پر اطالوی نام PAULUS کے ساتھ ہمیشہ کے لئے "عجمی" کی صفت کا اضافہ کر دیا ہے۔

جنوبی اٹلی کے فن معماری کی خصوصیات

جنوبی اٹلی کے شہروں میں RAVELLO ، ITRI اور CASERTA VECCHIA پر ایک طائرانہ نظر ہی کافی ہے کہ آدمی وہاں کے فن تعمیر کی اسلامی خصوصیات کا معتقد ہو جائے CITTA

DI CASTELLO میں وہاں کے بڑے پادری (BISHOP) کے لئے بنی ہوئی عرب۔ مغربی (ARAB - MEGHREBINE) طرز کی کرسی، فلورانس کے S_MINIATO ALLA MONTE کے گرجا کے فرش کی پچی کاری CALABRIA کے بعض گرجا گھروں کی استرکاری اور PISA کے CAMPS SANTO میں فاطمی طرز میں کانسہ پر بنے ہوئے افسانوی جانوروں (GRIFFINS) کی صورتوں کا شمار سولہویں صدی کے اسلامی آرٹ کے شاہکاروں میں ہونا چاہیئے۔ اسی صدی میں اسلام اور ایشیا کے متعلق یورپ کے رویہ میں ایک ناگوار تبدیلی ہوئی۔ خوش قسمتی سے اس تبدیلی میں اٹلی کا حصہ بہت کم ہے۔ میرا اشارہ نوآبادیاتی (COLONIAL) استعمار کی طرف ہے جس کے مقابلہ میں صلیبی جنگوں کے زمانہ کی چھڑ بیں چچیرے رشتہ داروں کی داخلی عداوتیں معلوم ہوتی ہیں پہلے مشرق کے ہنر اور فن کے لئے یورپ میں احترام اور تحسین کا جذبہ ہوتا تھا اور اب یورپ نے فنی حیثیت سے ایشیا پر اپنی برتری کا احساس کرنا شروع کر دیا۔ ہم اس بحث کو ناگوار حد تک آگے بڑھانے کے بجائے قرون وسطٰی کی برادرانہ رقابت کے سنہرے دور کی طرف واپس ہوتے ہیں۔

فنون اور ہنر پر اسلام کا اثر

سائنس کے مختلف مضامین میں خاص طور پر TECHNOLOGY (فن) میں اسلامی اثرات نمایاں ہیں۔ میں اپنے مقالہ کے اس حصہ کو ایک حکایت سے شروع کروں گا۔ ایک اطالوی ڈاکٹر اور مستشرق پروفیسر TOMMASE SARNELLI ایک مرتبہ یمن گئے جہاں ان کی ملاقات ایک بوڑھے حکیم سے ہوئی جن کے پاس مرض کی تشخیص اور دواؤں کی تجویز میں رہنمائی کے لئے ابن سینا کی کتاب القانون فی الطب (AL-QANUNFIT-TIBB) تھی۔ آپ کے خیال میں یہ مستند عربی کتاب کہاں چھپی ہوگی؟ یہ کتاب روم میں STAMPERIA MEDICEA میں ۱۵۹۳ء میں چھپی تھی۔ بہت کم لوگوں پر یہ حقیقت ظاہر ہے کہ ابن سینا کی یہ کتاب دنیا میں پہلی بار روم میں چھپی تھی[1] سب جانتے ہیں کہ قرون وسطٰی میں اور اس کے بعد اٹھارھویں صدی تک حکیموں اور طبیبوں کے لئے یہ مستند ترین کتاب تھی۔ اگر ہم قبول کریں کہ جدید سائنس کی روح قرون وسطٰی کے افکار کی ذہنی تقسیم بندی

---

[1] اس کتاب کا ۱۹۵۳ء کا مطبوعہ نسخہ ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی کے کتب خانے کی زینت ہے۔

(ABSTRACT CLASSIFICATION) کے برخلاف تجربہ (EXPERIMENT) پر ہے اور جدید طبیعیات (PHYSICS) اور ریاضیات (MATHEMATICS) کی بنیاد عربی ہندسوں (ARABIC NUMERALS) اور الجبرا (ALGEBRA) پر ہے تو ہمیں چاہیئے کہ جدید مسلمانوں کی ہمنوائی کرتے ہوئے قبول کرلیں کہ یورپ نے اپنے علمی تمدن (SCIENTIFIC CIVILIZATION) کی بنیادوں کو اسلامی تہذیب کی فراہم کردہ معلومات پر استوار کیا ہے۔

اسلام میں خدائے مطلق کے عقیدہ نے اوہام، جادو اور باطل پرستی کو ہمیشہ کے لیے مردود قرار دے کر چیزوں کی ماہیّت پر بغیر کسی تعصّب اور محدودیت کے غور و خوض کرنے کا موقع فراہم کیا ہے۔ پیغمبر اسلامؐ کا قول "حکمت کی جستجو کرو اگرچہ اس کا وجود چین میں ہو" (SEARCH FOR SCIENCE, EVEN IF IT BE IN CHINA) اس موضوع کو روشن طور پر آشکار کر دیتا ہے۔ بہرصورت یہ حقیقت ہے کہ اسلام کے سب سے بڑے طبیب رازی (وفات ۹۲۵ء) نے یورپ کی طبّی سائنس کو اور اطالوی طب کو خاص طور پر پانچ صدیوں تک متاثر کیا ہے۔ ابن زہر (AVENZOAR = IBN-ZUHR) (وفات ۱۱۶۲ء) کی کتابوں کے ترجمے باعث ہوئے کہ جراحی کو دوا سازی سے الگ ایک علم تسلیم کیا جائے۔ اسی زمانہ میں آنکھوں کے ماہر مسلمان طبیب (OCULISTS) آنکھوں کے معالجہ کے سلسلہ میں مستند رسالے لکھا کرتے تھے۔ جن کی برابری یورپ اٹھارھویں صدی تک نہ کر سکا۔ MEYERHOF نے بتایا ہے کہ تیرھویں صدی میں قاہرہ اور دمشق میں رہنے والے ایک عرب سائنس دان ابن النفیس (IBN-AN-NAFIS) نے پہلی بار یورپ والوں سے صدیوں پہلے خون کی (SMALL PULMONARY CIRCULATION) گردش کا انکشاف کیا تھا۔ اس موضوع پر ابن النفیس کی کتاب کو اٹلی کے الپاگو (ALPAGO) نے چودھویں صدی میں لاطینی میں ترجمہ کیا جو ۱۵۴۷ء میں وینس میں چھپی۔ دسویں صدی میں البیرونی (AL-BIRUNI) (وفات ۱۰۵۰ء) نے مختلف مادوں کے خاص اوزان (SPECIAL WEIGHTS) پر تجربہ کیا اور نتیجہ حیرت انگیز حد تک آج کے یورپی ماہروں کے حاصل کئے ہوئے نتیجہ سے قریب تر ہے۔ نویں صدی میں عباسی خلیفہ المامون کی زیر سرپرستی علم ہیئت کے ماہروں کے ایک گروہ نے دائرۂ نصف النہار کی پالمیرہ (PALMYRA) کے مقام سے پیمائش کی۔ نتیجہ ۱۱۱،۱۸۵ میٹر تھا۔ جس کا فرق جدید اور

حساس آلوں کی مدد سے حاصل کئے ہوئے نتیجہ سے صرف ۷۷۸ میٹر کا ہے۔ میں یہاں اس طویل بحث کو نہیں چھیڑوں گا کہ کس طرح مسلمانوں نے ASTROLABE کی تکمیل کی جس کا استعمال اٹلی کے ملاح کرتے تھے۔ لیکن مختصر طور پر اسلام کے ایک بڑے عطیہ کی طرف اشارہ کروں گا جو جدید الجبرا کی تخلیق اور عربی عدد کا رواج ہے۔ AL-KHUWARIZMI نے الجبرا کے پھیلاؤ اور عربی اعداد کی تکمیل میں دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ کوشش کی تھی۔ اور ہمارا اٹلی کے باشندے LEONARDO FIBONACCI DA PISA (۱۱۷۰ء - ۱۲۳۰ء) نے اپنی کتاب LIBER ABACI کے ذریعہ اس علم کو تمام یورپ میں منتشر کر گیا۔ LEONARDO کی تعلیم الجزائر کے شہر BUJAYYA (BUGIA) میں ہوئی تھی۔

جغرافیہ کی ترقی

نقشہ جات تیار کرنے کے فن کے سلسلہ میں الادریسی (AL-ADRISI) کا نام جس نے ۱۱۶۶ء میں اٹلی کے شہر پالرمو میں وفات پائی ہمیشہ زندہ رہے گا۔ اس جغرافیہ دان کی کتاب سسلی کے بادشاہ روجر کے احترام میں "کتاب روجر" کے نام سے مشہور ہے۔ اس کتاب کی برتری قدیم اور قرون وسطی میں جغرافیہ پر لکھی ہوئی تمام کتابوں پر مسلّم ہے۔ مؤلف نے کتاب میں جن نقشوں کا استعمال کیا ہے ان کی صحت بے مثال ہے۔ جس زمانہ میں "MIRABILA" جیسی بے فائدہ کتاب یورپ میں لکھی جا رہی تھی، مسلمان سائنس دان مشکل اور دقیق مسئلوں کو حل کیا کرتے تھے۔

یورپ میں اسلامی سائنس

یورپ میں مسلم سائنس کا اثر خاص طور سے اطالوی مترجموں کے ذریعہ سے پھیلا تھا۔ یہاں اتنی نشان دہی کافی ہے کہ TOLEDO کے مکتب کا کامیاب ترین مترجم CHERARDO DA CREMONA اٹلی کا باشندہ تھا۔ اس مترجم کی کاوش کا نتیجہ تھا کہ یورپ والوں کی دسترس مندرجہ ذیل کتابوں تک ہو سکی۔

PTOLEMY کی کتاب ALMAGEST، IBN-AL-HAITHAM کی کتاب (OPTICAE THESAURUS) اور AL-FARGHANI کی علم ہیئت کی کتاب AN-NAZIRI کی اقلیدس (EUCLID) پر شرح AL-KHUWARIZMI کا الجبرا اور ان

سب کے علاوہ دواسازی، علم نجوم، ریاضیات اور فلسفہ پر ستر سے زیادہ رسالے۔ سسلی کے SWABIAN بادشاہوں کے دربار کے تمام مترجم اطالوی تھے اور اسی طرح سالرمو کے مشہور طبّی مدرسہ (SALERMO MEDICAL SCHOOL) میں جس پر عربوں کے طبّی افکار کا زبردست اثر تھا۔ ایک داستان کے مطابق اس مدرسہ کی بنیاد قرونِ وسطیٰ کے ایک نامعلوم سال میں چار معلّموں کے ذریعہ پڑی، جن میں ایک لاطینی، دوسرا یونانی، تیسرا یہودی اور چوتھا اسلامی مذہب سے تعلق رکھتا تھا۔ یہ مدرسہ نورمن اور سوابیّن دور میں ترقی کی منازل طے کرتا رہا۔ اس مدرسہ نے سارے یورپ میں علمِ طب کو متاثر کیا اور عرب کے گہرے اثرات کا نمونہ تھا۔

دانتے پر اسلام کا اثر

MONNERET DE VILLARD اور CERULLI کی تحقیق ثابت کرتی ہے کہ اطالوی شاعر اپنی تخلیق DIVINE COMEDY میں اسلامی ادبیات سے متاثر ہے۔ کتاب المعراج یا (BOOK OF STAIRWAY) میں پیغمبر اسلامؐ کی معراج اور بہشت و دوزخ کی سیر اور تاثرات کا ذکر آیا ہے۔ "دانتے کے زمانہ میں اس کتاب کے دو ترجمے ایک لاطینی میں اور دوسرا قدیم فرانسیسی میں موجود تھا اور "دانتے" کو یہ دونوں زبانیں آتی تھیں (DIVINE COMEDY میں بہت سی چیزیں کتاب المعراج کے اثر کی تصدیق کرتی ہیں۔ لیکن "دانتے" پر اسلامی اثر یہیں ختم نہیں ہوتا ہے۔ ارسطو اور افلاطون کے فلسفہ کا امتزاج جس نے "دانتے" کی روح اور کتابوں کے لئے مواد فراہم کیا تھا، مسلمانوں کے بغیر وجود میں نہ آتا۔ اٹلی کے مفکّر ST. THOMAS AQUINAS نے مسلمان فلاسفہ کے ذریعہ جو علم حاصل کیا تھا اسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ہے۔ ST. THOMAS نے مسلم فلاسفہ سے بحث کے سلسلہ میں ایک کتاب (THE SUMMA CONTRA GENTILES) لکھی تھی۔ دو پہلوانوں کے ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہونے کی طرح روحانی اور علمی کشمکش میں علماء کا ایک دوسرے کے افکار سے متاثر ہونے کا امکان رہتا ہے۔ دراصل NEW-PLATONIC ARISTOTELIANISM کے موجد مسلمان مفکّرین تھے جس میں ابن سینا کا حصہ بہت اہمیّت رکھتا ہے۔ اگرچہ "دانتے" مجبور تھا کہ ابن سینا کو کافر خیال کرے لیکن اپنی کتاب (DIVINE COMEDY) میں اسے دوزخ میں ڈالنے کے بجائے صلاح الدّین

الیوبی اور ابن رشد کے ساتھ ایک دوسرے مقام میں رکھا ہے۔ یہ حقیقت کتنی معنی خیز ہے کہ مسیحی فلسفی ST. THOMAS کے استاد ALBERT OF COLOGNE پیرس کی یونیورسٹی میں ارسطو پر لکچر دینے کے لئے اپنے سامعین کے سامنے اسلامی لباس میں ظاہر ہوا۔ ابن رشد (AVERROES) کو اٹلی میں عربیّت (اسلام) کا نشان سمجھا جاتا تھا اور بعض اوقات AVERROIST (جن کا تعلق ابن رشد کے مکتب سے تھا) اور ایک عرب میں بمتیز مشکل معلوم ہوتی تھی۔ تعجب کا مقام ہے کہ اس نامور فلسفی کے اثرات اسلامی ملکوں میں بہت کم ملتے ہیں۔ جبکہ اس کے برخلاف اٹلی میں AVERROIST مکتب فکر آزاد فکری کی علامت تھا۔ اس مکتب کا مشہور ترین مرکز PADUA کی یونیورسٹی تھی۔ یقیناً اس مکتب کی آزادی فکر کا اصول یورپ میں علمی رنائسنس یا ذہنی نشاۃ ثانیہ میں بے تاثیر نہیں رہا ہے۔ اس طرح اسلامی فلاسفہ نے دو صورتوں میں اٹلی کے افکار کو متاثر کیا ابن سینا کے فلسفہ کو اٹلی کے مذہبی گروہ نے اپنایا جس میں ST. THOMAS کا نام کافی اہمیت رکھتا ہے۔ اس فلسفی کو ابن سینا کے بغیر تصوّر بھی نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اٹلی کے اس زمانہ کے ترقی پسندوں (LIBERAL) کے گروہ نے ابن رشد کے فلسفہ سے اپنا رشتہ جوڑا تھا۔

نتیجہ

بحث کافی طویل ہو چکی ہے اور وقت آپہنچا ہے کہ تطویل سے گریز کرتے ہوئے اسے یہاں ختم کیا جائے۔ ممکن ہے کہ سوال کیا جائے کہ اگر اسلام نے اٹلی اور یورپ کی تہذیب کو قرون وسطیٰ اور رنائسنس (نشاۃ ثانیہ) کے زمانہ میں اس وسیع حد تک متاثر کیا تھا تو کیا وجہ ہے کہ تمام اثرات آنے والے زمانہ میں محو ہو گئے؟ جواب آسان ہے جیسا کہ قبل ازیں اشارہ کر چکا ہوں کہ اسلام کی روح اصل میں غربی (WESTERN) ہے۔ اس نے جدید تہذیب کو یورپی شکل میں نمودار کرنے میں مؤثر ہونے کے بعد ایک چھوٹی سی عقب نشینی کی ہے۔ اور یہ مرموز عقب نشینی بقول علامہ اقبال .... "ایشیائی تصوّف کی طرف ہوئی ہے اور نتیجتاً ٹھوس وحدانیت کے بلند ترین نتائج آنکھوں سے اوجھل ہو گئے ہیں۔" آج ایک طرف نئی تہذیب ہے جو ایٹمی دور میں داخل ہو کر تیزی کے ساتھ ترقی کرتی ہوئی دنیا کو بدلتی جا رہی ہے۔ دوسری طرف قدیم ہندوانہ رہبانیت کی تارک الدنیا بنانے والی تہذیب ہے جس کی نظر میں کائنات میں جو کچھ ہے وہ اسی زمین پر مادّہ کی صورت میں موجود ہے۔ میں محسوس کرتا ہوں

کہ ان دو تہذیبوں کے درمیان مسلمانوں کے بہترین نمائندوں نے اپنی کتابوں میں فیصلہ مغربی تہذیب کے حق میں دیا ہے۔ اس مغربی تہذیب پر آپ کا اتنا ہی حق ہے جتنا ہمارا ہے اور گنجائش اس بات کی ہے کہ یورپ والے اب بھی اسلام سے "کچھ" سیکھیں۔ یہی "کچھ" باعث ہوا کہ مشہور فرانسیسی مستشرق MASSIGNON نے اعلان کیا تھا کہ "اسلام سے میری محبّت کا کرشمہ ہے کہ میں نے مسیح اور مسیحیت کو دوبارہ دریافت کر لیا ہے۔" میرا مطلب ہے کہ مذہبی روح بیدار ہو کر ہمیں دیوانہ وار اور مجذوبانہ ترقی کے خطروں سے آگاہ کر کے توحید کی مادّی ترقی اور زندگی میں ایک تناسب قائم کرنے میں مددگار ہو سکتی ہے۔ وحدانیت کا جوہر ہمیں بُت پرستی کے خلاف جو ایک دائمی خطرہ کی صورت میں موجود ہے کامیاب جدوجہد کی ہمت عطا کر سکتا ہے اور سب سے اہم بات یہ کہ ہمیں تہذیبی اتحاد کا احساس دلا سکتا ہے۔ وہ پاک اتحاد جو حرم کی طرح مقدس ہے۔ اقبال نے یورپ کو اس اتحاد کے کھو دینے پر ان اشعار میں ملامت کی ہے:

عرب کے سوز میں سازِ عجم ہے + حرم کا راز توحیدِ اُمم ہے
تہی وحدت سے ہے اندیشۂ غرب + کہ تہذیبِ فرنگی بے حرم ہے

بقیہ: فہرست مخطوطات

کے ایسے امراض کا ذکر ہے جو بہت ہی تکلیف دہ ہوتے ہیں۔ مگر علاج صحیح ہو تو فوراً شفا ہو جاتی ہے، کتاب کا موضوع ہے "فوراً شفاء" اس لئے کتاب کا نام "برء ساعة" رکھا گیا۔ کتاب بہت مشہور ہے۔ ۱۹۰۳ء میں بیروت میں، ۱۹۲۷ء میں قاہرہ میں چھپ چکی ہے۔

زیرِ نظر نسخہ سولیفی بن احمد العدوی کا لکھا ہُوا ہے۔ تاریخ کتابت ۱۸ جمادی الاوّل ۱۳۱۴ھ یعنی کتاب کی پہلی طباعت سے سات آٹھ سال پہلے کا لکھا ہُوا یہ نسخہ ہمارے پاس موجود ہے۔ کاتب تعلیم یافتہ ہے۔ اس لئے نسخہ میں فاحش غلطیاں بہت کم پائی جاتی ہیں۔